

اسلامی نظام سیاست *

تمہید

سیاست لغت میں:

مصدر ساس یسوس۔

السُّوسُ ضمہ کے ساتھ، معنی: فطرت، بنیاد اور عادت ہیں۔

سیاست سے مراد: کسی چیز کی نگرانی جس سے اس کی اصلاح ہو۔

سَوَّسَهُ الْقَوْمُ: قوم نے کسی کو اپنا قائد، منتظم بنایا۔

نیز السیاست: سانس کا کام جو جانوروں کا نگران ہو، انھیں سدھائے اور قابو

میں رکھے اور ان کا انتظام کرے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کردہ جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ بنی اسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء کرتے، جب کوئی نئی فوت ہو جاتا تو کوئی اور نبی اس کا جانشین ہوتا، اور یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، خلفاء ہوں گے اور وہ تعداد میں بہت ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ہمارے لیے آپ کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا:

”وَفُؤَابِیْعَةِ الْاَوَّلِ فَاْلَاوَّلِ، اَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا

اَسْتَرْعَاهُمْ۔“ (۱)

”یعنی جب یکے بعد دیگرے خلفاء کی بیعت کی جائے تو پہلی بیعت صحیح ہے، اسی سے وفاداری اور اس کی اطاعت واجب ہے، (دوسری بیعت باطل ہے) فرمایا: کہ ان (خلفاء) کا حق ادا کرو، اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کرنے والا ہے۔“

ابن اثیرؒ نے کہا ہے: یہ جو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: تسوسہم الانبیاء (۱) سے مراد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ان کے معاملات کے اس طرح ذمہ دار تھے جس

* د. عبدالعزیز بن سعود الضویحی

طرح امراء اور نگران کار اپنی رعیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور سیاست سے مراد کسی چیز کی اصلاح کے لیے اس کی نگرانی ہے۔ (2)

ابن حجر نے کہا ہے: ”تسوسہم الانبياء“ سے مراد یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل میں فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نبی مبعوث فرماتا جو ان کے معاملات کو درست کرتا اور احکام تورات میں جو تبدیلی انھوں نے کی ہوتی اسے زائل کرتا۔ اس میں اشارہ ہے کہ رعیت کا کوئی نگران ہو جو ان کے معاملات کو اچھا رخ دے اور ظالم اور مظلوم کے درمیان انصاف کرے۔ (3)

اسلامی نظام سیاسی کا مفہوم:

اصطلاحی طور پر اسلامی نظام سیاسی کی تعریف سے قبل یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ کسی بھی انسانی معاشرے کے استحکام کے لیے ابن خلدون کے موسومہ سیاسی قوانین کو پیش نظر رکھنا لازم ہے جنھیں لوگ تسلیم کرتے ہوں اور ان کے احکام پر عمل پیرا ہوتے ہوں۔ کوئی رعیت، وہ حالت کفر میں ہو یا حالت ایمان میں، درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں عدل قائم نہ ہو یا معاملات کی ترتیب عادلانہ نہ ہو۔

سیاست کی شناخت اس کے وضع کرنے والوں کی تخصیص کے مطابق ہوتی ہے، جب یہ اہل دانش و حکمت اور ریاست کے اکابر کی طرف سے وضع کردہ ہو تو وہ عقلی سیاست ہے اور اگر اللہ کے فرمان کے مطابق کسی قانون ساز کے ذریعے مقرر کردہ ہو تو وہ دینی سیاست ہے جو دنیا و آخرت کی زندگی میں مفید ہے۔

چنانچہ سیاست یہ ہے کہ جس سے نظام عالم باقی رہتا ہے اگرچہ اس سے آخرت کے امور کی اصلاح نہ بھی ہوتی ہو۔

ابن ربیع کہتے ہیں: ”لوگ انتظام، سیاست اور امر و نہی کے لیے مجبور ہوتے ہیں۔“ (4)

ابن خلدون کہتے ہیں: ”انسانی معاشرہ ناگزیر ہے اور حکماء اس کی تعبیر اپنے اس قول سے کرتے ہیں: انسان فطرتاً متمدن ہے یعنی اس کے لیے اجتماعیت ضروری ہے جو اصطلاحاً مدینہ (city) کہلاتی ہے اور اس سے مراد آبادی ہے، مزید کہا کہ: جب یہ

اجتماعیت انسان کو حاصل ہوتی ہے اور دنیا جب انسانوں سے آباد ہو جاتی ہے تو ناگزیر ہے کہ کوئی مزاحمتی قوت ہو جو لوگوں کا ایک دوسرے کے مقابلے میں دفاع کرے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس بارے میں عائد کردہ سیاسی قوانین اختیار کیے جائیں جنہیں سب لوگ تسلیم کریں اور متعلقہ احکام کی تعمیل کریں جیسا کہ اہل فارس اور بعض دوسری قوموں کے لیے تھے۔ اور جب کوئی ریاست اس طرح کی سیاست سے محروم ہو جاتی ہے تو اس کو استحکام حاصل ہوتا ہے اور نہ اس کی گرفت مضبوط ہوتی ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ﴾ [33: الاحزاب: 38]

”یہی اللہ کی سنت ان سب کے معاملے میں رہی ہے جو پہلے گزر چکے ہیں“ جب یہ ضروری قوانین حکماء یا ریاست کے اکابر اور دیدہ ور لوگوں کی طرف سے ہوتے ہیں تو وہ عقلی سیاست ہوتی ہے، اور اگر اللہ کے فرمان کے مطابق کسی قانون ساز کے ذریعے مقرر اور مشروع ہوتے ہیں تو وہ دینی سیاست ہوتی ہے جو دنیا و آخرت میں مفید ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ مخلوق کا مقصود صرف دنیا نہیں ہے کیونکہ محض دنیا عبث اور باطل ہے جب کہ اس کی انتہاء موت اور فنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾ [23: المومنون: 115]

”کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے؟“ چنانچہ اہل دنیا کا مقصود دین ہی ہے جو ان کو آخرت کی سعادت کی طرف لے جانے والا ہے۔ ﴿صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ [42: الشوری: 53] (اس خدا کے راستے کی طرف جو زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے)۔

پس عبادت و معاملات کے جملہ احوال میں انہیں اسی راہ پر چلانے کے لیے شریعتیں آئیں کہ ملک جو فطرتاً انسانی معاشرہ ہوتا ہے، کو منہاج دین پر چلایا جائے تاکہ کل کا کل شارع کی زیر نگرانی رہے۔⁽⁵⁾

لہذا عقلی سیاست کسی بھی طرح کے تصورات کے لحاظ سے اللہ کی شریعت کی نفی اور اس سے عدم ارتباط کے باعث اپنے دنیوی مقاصد میں حدود کو پھلانگ جاتی ہے اور

متعدد پہلوؤں سے سیاست عادلہ کی خصوصی صفات سے خود کو باہر کر لیتی ہے۔
1: وہ خواہشات نفس اور جلد حاصل ہونے والے فوائد سے مربوط ظلم و زیادتی پر مبنی ہوتی ہے۔

2: وہ دنیا و آخرت کے مابین حیات آفرین رابطے سے محروم ہوتی ہے۔ اس طرح کی سیاست سے آخرت کا پہلو اصلاح پذیر نہیں ہوتا، اگرچہ بعض کی رائے میں دنیا کے معاملے کا انحصار ان ہی پر ہے۔

3: وہ وسائل کی طرح صرف نسلی عدل تک ہی محدود رہتی ہیں اور اپنے مقاصد سے آگے بڑھ کر عدل کو مطلقاً قائم نہیں کرتیں کیونکہ ان کی فطرت مادی اور دنیوی ہے اور وہ ایک گروہ یا ایک طبقہ کی مصلحتوں کو یا ایک جماعت کے مفاد کو دوسری جماعتوں کے مقابلے میں پیش نظر رکھتی ہیں۔

لہذا شرعی سیاست اپنے مفہوم اور عمل کے لحاظ سے اس امر کا اجراء ہے جس سے اس کی اصلاح ہوتی ہو اور شریعت، شرعی احکام کی تطبیق (جس میں نص وارد ہو) اور مطلق مصلحت کی رعایت (جس میں نص وارد نہ ہو) کو باہم مربوط کرتی ہے۔
چنانچہ یہ سیاست ہے، اس کے ذمہ داروں کے اعتبار سے، اور وہ شریعت ہے احکام شریعت کی رعایت کے اعتبار سے۔⁽⁶⁾

درج ذیل مفہوم کے ساتھ شرعی سیاست متعارف ہوتی ہے:

عبدالوہاب خلاف: وہ اسلامی ریاست کے عمومی معاملات کی تدبیر ہے جس سے مصالح کا یقینی حصول اور مضرت کے دفع ہونے کی ضمانت ملتی ہو اور جس سے شریعت کی حدود اور اس کے بنیادی اصولوں سے تجاوز نہ ہوتا ہو، اگرچہ ائمہ مجتہدین کے اقوال سے متفق نہ ہو۔

یا دوسرے الفاظ میں: ”وہ مصالح کی محافظت اور واقعات کے دھارے میں اولین سلف کی متابعت ہے۔“⁽⁷⁾

پس سیاست حکمران کو ایسے فعل مصلحت کا جواز مہیا کرتی ہے جو امت کے مفاد کو متحقق کرے اگرچہ اسے اس خصوصی مصلحت کی دلیل بنانے کا ارادہ نہ کیا گیا ہو؛ اس لیے کہ یہ

مقاصد سے متفق ہو۔
اور اسلامی نظام سے
کے مطابق حکمرانی کے نظام،
کے حقوق و فرائض اور حاکم و محکوم
کے مابین تعلق کی معرفت ہے

1- صحیح بخاری
2- البدایہ والنہایہ
3- فتح الباری (6)
4- سلوک الممالک
5- مقدمہ ابن خلدون
6- السیاسة الشرعیة
7- السیاسة الشرعیة
8- النظام السیاسی

مصلحت شرع میں معتبر نہیں ہوتی الا یہ کہ وہ عمومی دلائل، جملہ قواعد اور شریعت اسلامیہ کے مقاصد سے متفق ہو۔

اور اسلامی نظام سیاسی کے علم کا مفہوم شرعی سیاست کا جز ہے۔ اور وہ (شریعت کے مطابق حکمرانی کے نظام، حاکم کے علم و تجربے کی کیفیت، اس کے حقوق و فرائض، رعایا کے حقوق و فرائض اور حاکم و محکوم کے مابین تعلق، اور امن و جنگ کی حالت میں ریاستوں کے مابین تعلق کی معرفت ہے۔⁽⁸⁾

حوالہ جات

- 1- صحیح بخاری (3455)(495/6)
- 2- البدایہ والنہایہ (421/2)
- 3- فتح الباری (497/6)
- 4- سلوک الممالک فی تدبیر الممالک ص (175)
- 5- مقدمہ ابن خلدون (272/1-273) بتصرف
- 6- السیاسة الشرعیہ ومفہوم السیاست الحدیث ص 70
- 7- السیاسة الشرعیہ 17
- 8- النظام السیاسیة فی الاسلام ص 13 بتصرف

